



Al-Azhār

Volume 10, Issue 01 (Jan-June, 2024)

ISSN (Print): 2519-6707



Issue: <http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/13>

URL <https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/496>

Article DOI: <https://zenodo.org/badge/10.5281/zenodo.12676961>

Title Wisdom of Fasting and Prayer in Light of "Hikmatal-Tashri' wa Falsafatuhu": A Research Study

Author (s): Dr. Farhat Naseem Alvi
Abdul Satar, Hafiza Rida Tufail

Received on: 26 January, 2024

Accepted on: 27 March, 2024

Published on: 25 June, 2024

Citation: Dr. Farhat Naseem Alvi
Abdul Satar, Hafiza Rida Tufail
“Wisdom of Fasting and Prayer in Light of "Hikmatal-Tashri' wa Falsafatuhu": A Research Study”
Al-Azhār: vol.10 Issue No.1,
(2024):48-79

Publisher: The University of Agriculture
Peshawar



[Click here for more](#)

حکمہ التشریح و فلسفہ کی روشنی میں صوم و صلوٰۃ کی حکمتیں: ایک تحقیقی مطالعہ

Wisdom of Fasting and Prayer in Light of "Hikmatal-Tashri' wa Falsafatuhu": A Research Study

*Dr. Farhat Naseem Alvi

**Abdul Satar

***Hafiza Rida Tufail

Abstract

The chosen topic of research under review in the article is the wisdom of fasting and prayer as discussed in Sheikh Ali Ahmad Al-Jarjawi's book, "Hikmatal-Tashri' wa Falsafatuhu" (The Rulings of Legislation and Its Philosophy). In this book, the author has elaborated extensively on the secrets and rulings of religious commands with great detail and clarity. Alongside the explanation of numerous regulations concerning acts of worship, such as fasting and prayer, their wisdom has been elucidated. As Muslims, we adhere to the divine commands revealed by Allah. However, upon closer examination, it becomes evident that every injunction of the Shariah is imbued with wisdom. If we make an effort to understand these wisdoms, we realize that the Creator's commands are filled with wisdom. The article delves into the specific study of this book, aiming to explore the wisdoms articulated by Sheikh Ali Ahmad Al-Jarjawi regarding religious injunctions and examining the work done by other scholars in this field. The research in this article adopts an analytical approach, maintaining impartiality and avoiding any personal biases or inclinations.

Keywords: Sheikh Ali Ahmad Al-Jarjawi, Hikmatal-Tashri, wa Falsafatuhu, Legislation

.....
*Chairperson, Department of Islamic Studies, UOS

**PhD Scholar, Department of Islamic Studies, UOS

***M.Phil, Department of Islamic Studies, UOS

تمہید

زیر نظر آرٹیکل میں جو باب موضوع تحقیق بنایا گیا ہے وہ شیخ علی احمد الجرجاوی کی کتاب، "حکمہ التشریح و فلسفہ" میں صوم و صلوة کی حکمتیں ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے بڑی شرح و بسط سے شرعی احکام کے اسرار و حکم بیان کیے ہیں۔ اس ضمن میں عبادات، صوم و صلوة کے متعلق بہت سے احکام کے بیان کے ساتھ ان کی حکمتوں کو واضح کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی احکام نازل فرمائے بحیثیت مسلمان ہم ان پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو شریعت کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں۔ اگر ہم ان حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خالق حقیقی کے تمام احکام حکمت سے بھرپور ہیں۔ زیر نظر آرٹیکل میں جو باب منتخب کیا گیا ہے اس میں مصنف نے بڑے تفصیل سے شریعت کے اسرار و حکم بیان کیے ہیں، ان احکام کا تعلق عبادات سے ہے۔ اس آرٹیکل میں زیر بحث کتاب کا اختصاصی مطالعہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ دیکھا جاسکے کہ شیخ علی احمد الجرجاوی نے احکام شرعیہ کی کیا حکمتیں بیان فرمائی ہیں اور دیگر علمائے ملت نے اس موضوع پر کیا کام کیا ہے۔ اس آرٹیکل میں تحقیق کا تجزیاتی اسلوب اختیار کیا گیا ہے اور اس میں غیر جانبدار رویہ اور کسی قسم کے ذاتی رجحان کو دخل نہیں دیا گیا۔

حکمت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم:

حکمت کا مادہ "حکم" ہے اور حکم کا معنی ہے منع منعا لاصلاح کسی کی اصلاح کے لیے کسی کو کسی امر سے باز رکھنا۔ اسی لیے لگام کو بھی حکمت کہتے ہیں کیونکہ اس سے گھوڑے کو سرکشی سے باز رکھا جاتا ہے۔

حکمت کہتے ہیں وضع الاشیاء مواضعها یعنی اشیاء کو اپنے صحیح محل پر رکھنا اور ان کو غیر صحیح محل پر استعمال کرنے سے روکنا۔¹

صاحب تاج العروس نے لفظ حکمت کے مفہوم میں مزید لکھا ہے :

یعنی کسی جھگڑے کا عادلانہ فیصلہ کرنے کو حکمت کہتے ہیں کیونکہ مدعی اور مدعی علیہ کے متضاد بیانات اور دلیلوں سے حقیقت شکوک و شبہات کے پردہ میں پنہاں ہو جاتی ہے اس پردہ کو ہٹا کر حقیقت کو واضح کر دینا اور صاحب حق کو اس کا حق دلانا عدل ہے اور یہی حکمت ہے اس

کا دوسرا معنی اشیاء کی صحیح حقیقت کو جان لینا اور اس صحیح علم کے مطابق اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔²

شریعتِ مطہرہ کی حکمت کے بارے میں علی احمد الجرجاوی کچھ اس طرح لکھتے ہیں۔

اعلم أن جميع الشرائع السماوية إنما يقصد منها أربعة أمور: الأول: معرفة الله وتوحيده وتمجيده ووصفه بصفات الكمال والصفات الواجبة له والمستحيلة عليه والجائزة - الثاني: كيفية أداء عبادته المحتوية على تعظيمه وشكر نعمه التي لو عدناها لا نحصىها وإن تكُنْذُ وأنمَمَتَ أنه لا مسوم "" الثالث: الحث على الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر والتحلي بحلية الآداب الفاضلة والأخلاق الطاهرة والمزايا التي تسمو بالمرء إلى مراتب الشرف والرفعة كالمروءة في إغاثة الملهوف وحماية الجار وحفظ الأمانة والصبر وما أشبه ذلك من المزايا الجليلة - الرابع: إيقاف المتعدي عند حده بوضع الأحكام المقررة في المعاملات - بحيث لا يختل نظامهم الاجتماعي باختلاف الأمن لوضع هذه العقوبات - (التي أهملت في هذا الزمن) وغير ذلك من سائر الأحكام المتعلقة بنظام حياتهم - فهذه الأمور الأربعة التي لأجلها شرعت الشرائع السماوية³

شریعتوں کا مقصود صرف چار امور ہیں:

1- اللہ تعالیٰ کی توحید ، تجید اور ان صفاتِ کمال کا عرفان جو اس کے لیے واجب اور اس ذات والا کے علاوہ کسی اور کے لیے محال ہے۔

2- اس کی عبادت کو ادا کرنے کی کیفیت جو اس کی تعظیم اور اس کی نعمتوں کے شکر کو محیط ہے۔ جنہیں اگر ہم شمار کرنا چاہیں تو گن نہ سکیں گے۔ ارشادِ ربانی ہے :

وان تعدو نعمت الله لا تحصوها⁴

اور اگر تم گننا چاہو اللہ کی نعمتوں کو تو ان کا شمار نہیں کر سکتے۔

3- نیکی کا حکم دینے برائی سے روکنے ، اخلاقِ حسنہ اور آدابِ فاضلہ سے خود کو آراستہ کرنا ، جو انسان کو شرف و رفعت کی بلندیوں پر آشیاں بند کرتے ہیں، جیسا کہ غریب کی مدد کرنے میں مروت ، پڑوسی کی مدد ، امانت کی حفاظت وغیرہ۔

4۔ معاملات میں مقرر احکام لاگو کر کے ظالم کو حد لگا کر روکنا، اس طرح کہ ان سزاؤں کو جاری کرتے وقت اجتماعی نظم و ضبط میں خلل نہ آئے۔ تمام آسمانی شریعتیں مذکورہ بالا چار امور کے لیے نازل ہوتی ہیں۔

ناپاکی کو پانی سے ختم کرنے میں حکمت:

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو جب نبوت عطا فرمادی اور نبوت و عطا فرمانے کے بعد 3 سال تک وحی بند رہی پھر تین سال کے بعد وحی آنا شروع ہو گئی تو اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے جو حکم دیا: "یا ایہا المدثر" اے کملی اورڑھنے والے "قم" کھڑے ہو جائیے، فانذر "اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیے، اور ڈرائیے جہنم سے۔ پھر فرمایا: "وربک فکبر" اے نبی اپنے رب کی بڑائی بیان کرتے ہی رہیے۔ پھر تیسرا حکم جو اللہ نے اپنے نبی کو دیا ہے وہ یہ ہے کہ "فثیابک فطهر" اے نبی اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔ معلوم ہوا کہ نہ نماز کا حکم مال نہ روزہ کا حکم ملا ہے کوئی بھی حکم ہیں ملا۔ سب سے پہلے اللہ کی بڑائی بیان کرنے کا ملا ہے کہ اللہ کی بڑائی بیان ہو اور یہ کہا جائے کہ اللہ اکبر اللہ سب سے بڑے ہیں۔ یہ اللہ کی بڑائی کے بول ہیں۔ یہ حکم پہلے دیا گیا اور بعد میں کہا گیا "فثیابک فطهر" اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔ ناپاکی کو دور کرنے اور طہارت کے حصول کے بارے میں شیخ علی احمد الجرجاوی لکھتے ہیں۔

اگرچہ اس امر سے ہر کوئی آگاہ ہے کہ پانی سے میل کچیل اور گندگی دور ہوتی ہے۔ اس سے وہ چیز ختم ہو جاتی ہے جو نظافت کے منافی ہے۔ شارع حکیم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانی سے نجاست ختم کریں، اسمیں بہت بڑی حکمت کار فرما ہے، کیونکہ پانی نجاست کے وجود کو اور اس کے اثر کو ختم کر دیتا ہے۔

مصنف کے الفاظ ہیں:

ولقد قرر الشارع الحكيم أن الماء الذي يجوز به التطهير يشترط فيه أن لا ينتقل من حالته الطبيعية الأصلية وهي الرقة والسيلان لأنه إذا انتقل من الرقته إلى الثخونه لم

يكن صالحا لإزالته أي شيء من انواع التطهير.⁵

ترجمہ: شارع حکیم نے فرمایا ہے کہ وہ پانی جس سے پاکیزگی حاصل کی جائے اس کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اصل طبعی حالت سے متغیر نہ ہو، پانی کی حالت طبعی رقت اور سیلان ہے کیونکہ جب یہ رقت سے سختی کی طرف منتقل ہو جائے تو وہ ناپاکی دور کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

وضو اور مخصوص اعضاء کو صاف کرنے میں حکمت:

وضو اور اعضاء مخصوصہ کی پاکیزگی و صفائی کے متعلق حکمہ التشریح و فلسفہ کے مصنف لکھتے ہیں:

إن هذه الحكمة بينها وبين حكمته الاغتسال التي سنذكرها في غير هذا الموضوع وجه تشابه- وإن هناك بعض تباین نوعی بينها ووجه الشبه على الاجمال هو الطهارته من الا دران والا وساخ المعنويته والحسيته- واما هذا التباین فهو ان الغتسال عام للجسم كله- وان الوضوء خاص با اعضاء مخصوصته⁶

"اس میں کار فرما حکمت اور دھونے کی وہ حکمت جس کا ذکر آگے آئے گا ان میں ایک خاص مشابہت پائی جاتی ہے، اور ان میں کچھ فرق بھی ہے، ان میں مشابہت یہ ہے کہ اس سے مراد معنویہ اور حسیہ گندگی سے طہارت حاصل کرنا ہے، اور ان میں فرق یہ ہے کہ غسل سے مراد سارا جسم دھونا ہے، جبکہ وضو سے مراد مخصوص اعضاء دھونا ہے۔"

وضو کے افعال میں بعض مذاہب میں ترتیب فرض ہے اور بعض میں ترتیب سنت ہے، ہر حال میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ان اعضاء کو دھوئیں، سر کا مسح کریں، اس میں بہت سی حکمتیں پنہاں ہیں۔ وضو انسان کی نظافت اور چستی کا سبب بنتا ہے، وہ دلجمعی کے ساتھ عبادت کی ادائیگی کرتا ہے، یہ نظافت حسیہ ہے نظافت معنویہ کی تفصیل یہ ہے کہ ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے سارے گناہ ختم ہو جاتے ہیں، منہ دھونے سے اس سے غیبت اور چغل خوری کی گندگی ختم ہو جاتی ہے۔ سر سے اس طرح کا کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا جس طرح کا گناہ دیگر اعضاء کرتے ہیں اس لیے رب تعالیٰ نے سر پر صرف مسح کا حکم دیا۔

نماز کی حکمت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ⁷

اور نماز صحیح صحیح ادا کیجیے۔ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے۔

نماز دین کا ستون ہے۔ یہ یقین کا نور ہے۔ یہ ہر معاملہ کی اصل ہے۔ یہ بے حیائی اور فحش امور سے روکتی ہے۔ ایک شخص شب و روز میں پانچ بار اپنے آقا و مولا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ انسان نماز فجر اس وقت ادا کرتا ہے جب اسکی روح صاف ہوتی ہے اسکا نفس مطمئن ہوتا ہے۔ فطرت کا جمال عیاں اور ظاہر ہوتا ہے، ستارے غروب ہو رہے ہوتے ہیں، آفتاب طلوع ہو رہا ہوتا ہے۔

قال الشيخ: ان من حكم الصلاة وجود الاطمئنان في القلب فلا يجزع عند نزول المصائب. ولا يمنع الخير إذا وفق إليه. لأن الجزع ينافي الصبر الذي هو من أفضل أسباب السعادة. ولأن منع الخير عن الناس مضرة كبرى وعدم ثقة بالخالق الرازق المخلف ما ينفقه الإنسان في سبيل البر والإحسان⁸

نماز کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نمازی کے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ مصائب کے جہوم میں انسان جزع و فزع نہیں کرتا، جب اسے توفیق ملتی ہے تو وہ بھلائی سے رکتا نہیں، کیونکہ جزع و فزع اس صبر کے خلاف ہے جو سعادت کے اسباب میں سے سب سے افضل سبب ہے، کیونکہ لوگوں سے خیر روک لینا بہت زیادہ نقصان دہ ہے، جب تم سورۃ فاتحہ کی قرأت میں غور و فکر کرو گے تو تمہیں اس طرح نور نظر آئے گا جس طرح تاریک رات میں چاند کی چاندنی نظر آتی ہے۔"

نماز اور ہر عبادت اللہ تعالیٰ کی نوکری اور چاکری کے لیے ہے۔ اپنے آقا کی نوکری کرنا غلام پر فرض ہے عزیمت تو یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت بقدر امکان رب تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کرتے ہوئے اپنے بندے کو یہ رخصت عنایت فرمادی ہے کہ وہ کچھ اوقات کے لیے یہ نوکری ترک کر دے کیونکہ اگر ہمہ وقت اس نوکری کا حکم مل جاتا تو انسان کے لیے اسے ترک کرنا ممکن نہ رہتا، کیونکہ پھر وہ شریعت مطہرہ کا حکم بن جاتا۔

نماز گناہوں کے ارتکاب سے روکتی ہے، کیونکہ وہ اپنے رب دو جہاں کے سامنے عاجزی و انکساری کرتے ہوئے کھڑا ہوتا ہے اسے اپنے رب تعالیٰ کی ہیبت کا شعور ہوتا ہے، اسے اپنی عبادت میں کوتاہی کا خوف دامن گیر ہوتا ہے، ہر شب و روز پانچ وقت اسکی کیفیت یہی ہوتی ہے، یہ حالت اسے گناہوں کے ارتکاب سے روک دیتی ہے۔
نماز کی ہیبت کی حکمت:

یہ نوع انسانی میں فطرتی طریقہ اور طبعی عادت ہے کہ انسان جب اس ذات کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جو مقام و منصب میں اس سے بالاتر ہو تو وہ اس طرح کھڑا ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء پر سکون ہوتے ہیں وہ انہیں حرکت نہیں دیتا، مگر جب کہ مقام اس حرکت کا تقاضا کرے۔ وہ اس ہستی سے ادب کی حدود سے بھی تجاوز نہیں کرتا جب مخلوق کے ساتھ اس کیفیت کا عالم یہ ہے، تو انسان کی اس وقت حالت کیا ہوگی، جب وہ اپنے خالق عظیم کے سامنے کھڑا ہوگا۔ وہ اپنے دل کو حاضر کرے گا اور اسے ہر چیز سے اس رب دو جہاں کی طرف پھیر دے گا، تا کہ ادب ہر اعتبار سے مکمل ہو جائے۔

ناف انسانی جسم کا وہ وسطی نقطہ ہے کہ آدھا جسم اس کے اوپر اور آدھا جسم اس کے نیچے ہے۔ نماز کے دوران نمازی ناف کے نیچے اپنا ہاتھ رکھتا ہے دایاں ہاتھ اوپر اور بائیاں اس کے نیچے رکھتا ہے کیونکہ دایاں ہاتھ بائیں پر شرف رکھتا ہے، اس میں حکمت یہ ہے تاکہ وہ ہاتھ عالم علوی کی طرف جانے سے روک دے وہ آسمانی رازوں کی جگہ ہے کیونکہ اس حالت میں نفس ان ربانی انوار کی سمت بھڑنے کا اشتیاق رکھتا ہے، اسی طرح یہ ہاتھ نفس کو عالم سفلی کی طرف لے جانے سے بھی روکتا ہے۔ یہ زمین کے اسرار کی جگہ ہے، اس طرح انسان اس حالت میں رہتا ہے تاکہ اس کی طمانیت مکمل ہو اور وہ صفات کمال پر فائز ہو جائے۔

"چہرہ زمین پر رکھنے میں ایک بڑی حکمت کار فرما ہے یہ انسانی اعضاء میں سے سب سے معزز عضو ہے۔ وجہ، وجاہت سے مشتق ہے۔ جب انسان چہرہ زمین پر رکھتا ہے تو انسان اسکی ذلت کا اظہار کرتا ہے وہ اسے اپنے رب کی جناب میں جھکاتا ہے، اسکا دل دنیاوی وجاہت سے بھر جاتا ہے

حکمہ التشریح و فلسفہ کے مصنف لکھتے ہیں کہ سجدہ میں بھی ایک بالغ حکمت کار فرما ہے وہ یہ ہے کہ جب انسان پانچ نمازوں میں سجدے کرتا ہے تو وہ اپنے رب کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب ساری منازل سے بڑا ہے، سارے مراتب سے افضل ہے اور ساری نعمتوں سے عمدہ ہے اس لیے انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفس کو پاک کرنے کے لیے اپنی انتہائی کوشش کرے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد نمازی ملائکہ کو سلام کرتا ہے، دائیں طرف سے آغاز کرتا ہے کیونکہ دائیں طرف کے فرشتے بائیں طرف کے فرشتوں سے افضل ہیں۔⁹

نماز کے مقررہ اوقات میں حکمت:

اللہ تعالیٰ نے اپنی امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار دیا، انسان نے اس عظیم امانت کو اٹھا لیا تو اللہ تعالیٰ کی حکمت نے تقاضا کیا کہ وہ کمزور انسان سے بوجھ کم کرے اور ان نمازوں کو ایک ہی وقت میں ادا کرنے کا سے مکلف نہ بنائے جو اس امانت کا جزء ہیں، یا انسان ان نمازوں کو قریب قریب اوقات میں ادا کرے کیونکہ اس میں بھی مشقت تھی۔ یہی حکمت بالغہ نمازوں کے اوقات میں کار فرما ہے۔

انسان صبح سویرے نیند سے بیدار ہوتا ہے اس نے میٹھی اور سکون آور نیند پوری کر لی ہوتی ہے رات گزر جاتی ہے اور رات میں اسے اپنی معیشت کے لیے کوئی تنگ دو نہیں کرنا پڑتی وہ وقت جس میں انسان اپنی نیند سے بیدار ہوتا ہے وہ بہت خوبصورت وقت ہے اور وہی فجر کا وقت ہے۔ اس کے بعد انسان محنت و مشقت میں مصروف ہو جاتا ہے وہ چھ یا سات گھنٹے رزق کے دروازے کھٹکھٹاتا رہتا ہے جب وہ کچھ رزق حاصل کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس رازق کا شکر ادا کرنے کے لیے نماز ظہر ادا کرتا ہے، جس نے اس پر یہ نعمت فرمائی۔ پھر انسان نماز عصر تک اپنے اہم امور میں مشغول رہتا ہے اس وقت سورج غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے اس وقت تک انسان نے اپنے اس روزگار رزق حاصل کر لیا ہوتا ہے پھر وہ اپنے پروردگار کے لیے نماز عصر ادا کرتی ہے جس نے اسے یہ رزق کی یہ نعمت عطا کی۔ پھر انسان اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتا ہے اور اس کے بعد نماز مغرب ادا کرتا ہے اور پھر اپنی صحت اور دن بھر کی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنے کے لیے نماز عشاء ادا کرتا ہے۔ صبح اور ظہر کی نمازوں کے مابین کافی وقت تھا، امکان تھا کہ انسان اپنے خالق اور رازق کو بھول نہ جائے تو شارع نے نماز چاشت سنت قرار دی۔¹⁰

نماز میں رکعتوں کی تعداد میں حکمت:

اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس نے ان مخصوص صفات کے ساتھ نماز کی ادائیگی ہم پر ویسے ہی فرض نہیں کی۔ بلکہ اس میں بلیغ حکمت کار فرما ہے جسے بعض ذہن سمجھنے سے عاجز ہیں۔ لیکن یہ حکمت ان لوگوں سے مخفی نہیں جنہیں علم، حکمت اور بصیرت عطا کر دی گئی ہے، شارع حکیم اس طیب کی مانند ہے جو مریض کو اس کی مرض کے مطابق دوا دیتا ہے۔۔

شیخ علی احمد الجراوی لکھتے ہیں:

فالشارع الحكيم فرض ركعتين في الصبح وأربعاً في الظهر ومثلها في العصر وثلاثاً في المغرب وأربعاً في العشاء وجعل هذا الترتيب بهذا التفاوت ليكون المرء قريب من الله بحيث لم

یرهقه من أمره عسرا بزيادة الركعات على هذا المقدار- ومعلوم أن المرء إذا أذى الصلاة بهذه الصورة لم يجد تعباً في العبادة ولم تفته مصلحته المعاشية¹¹

"شارع حکیم نے صبح میں دو، ظہر میں چار، عصر میں بھی چار، مغرب میں تین اور عشاء کے وقت چار رکعتیں فرض کیں۔ اس فرق کے ساتھ یہ ترتیب مقرر کی تاکہ بندہ اپنے آقا کے قریب ہوتا جائے اور زیادہ رکعتوں کی وجہ سے اسے کسی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے"

اس موضوع پر اور بھی بہت کچھ کہا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: "شارع حکیم نے صبح کی نماز میں دو رکعتیں فرض کیں، کیونکہ اس وقت بشارت نہیں ہوتی۔ ظہر کے وقت چار رکعتیں اس لیے فرض کیں کیونکہ اس وقت سستی ختم ہوگئی ہوتی ہے۔ نماز عصر کی بھی یہی کیفیت ہے مغرب کی تین رکعتیں فرض کیں کیونکہ یہ دن کے وتر ہیں، عشاء کے وقت انسان کام کاج اور ساری مصروفیات سے فارغ ہوتا ہے اس لیے اس وقت چار رکعتیں فرض کیں۔ نمازوں کی یہ تعداد کسی حکمت کے پیش نظر طے کی گئی ہے اگر کوئی مصلحت نہ ہوتی اور اس میں انسان کے لیے فائدہ نہ ہوتا تو اس کیفیت میں اس پر نماز فرض نہ کی جاتی۔"

شاہ ولی اللہ اپنی مایہ ناز تصنیف "حجتہ اللہ البالغہ" میں نماز کے اسرار میں لکھتے ہیں:

"کبھی آدمی خلیفۃ القدس کی سی حالت کو اخذ کر لیتا ہے بارگاہ خداوندی سے اسکو کمال اتصال و قرب ہو جایا کرتا ہے۔ وہاں سے اس پر مقدس تجلیات کا نزول ہوتا ہے۔" نماز میں اصلی امور تین ہیں۔

1- خدا تعالیٰ کی بزرگی اور جلال دیکھ کر عاجزی

2- خدا کی عظمت اور اپنی خاکساری کو خوش بیانی سے ظاہر کرنا

3- اس خاکساری کی حالت کے موافق اعضاء میں آداب کا استعمال¹²

اس کے علاوہ نماز میں بہت سے تعظیمی افعال بھی ہیں سجدہ، رکوع ہر ایک دوسرے کا معاون اور مکمل ہے۔ اس وجہ سے نماز کی منفعت عام اور خاص سب لوگوں کے لیے یکساں ہے نماز ایمان والے کے لیے معراج ہے نماز ہی سے مسلمان اور کافر میں فرق کیا جاسکتا ہے۔

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ میں نماز کی حکمت بیان فرماتے ہیں جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے۔ حکم ہے کہ نماز قائم کرو، پھر فرمایا: نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔ اس پر کئی

صاحبان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم نے کئی نمازیوں کو دیکھا ہے کہ ساری عمر نمازیں پڑھتے پڑھتے گزر گئی لیکن وہ جھوٹ بولتے ہیں، چور بازاری سے وہ باز نہیں آتے، کم تولنے اور کم ماپنے سے انہیں احتراز نہیں تو ہم یہ کیسے تسلیم کریں کہ نماز کے متعلق قرآن کا یہ ارشاد مبنی بر حقیقت ہے، ان کی خدمت میں بصد ادب یہی گزارش کی جائے گی کہ آپ نے یہ اعتراض کرنے میں بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے اور قرآن کے کلمات میں غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ قرآن کریم نے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا بلکہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جس کا معنی ہے نماز کو اس کے تمام ظاہری اور باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرو۔ نماز کے ظاہری حقوق تو یہ ہیں کہ سنت نبوی کے مطابق ہو اور باطنی حقوق یہ ہیں کہ تم سر اپا عجز و نیاز بنے ہو، احسان کی کیفیت تجھ پر طاری ہو، یعنی تو محسوس کر رہا ہو کہ گویا تو اپنے ربِّ کریم کو دیکھ رہا ہو ورنہ کم از کم اتنا ضرور ہو کہ تیرا رب تجھے دیکھ رہا ہو۔

"اس ذوق و شوق اور خشوع و خضوع سے ادا کی ہوئی نماز ہی وہ نماز ہے جو گناہوں کے قریب نہیں جانے دیتی۔ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک نوجوان انصاری کی شکایت کی گئی کہ وہ نماز بھی پڑھتا ہے لیکن کسی گناہ سے بھی باز نہیں آتا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ نماز ایک نہ ایک دن اسے ان برائیوں سے روک دے گی۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے کہ اس کی حالت یکسر بدل گئی۔ اس نے تمام گناہوں سے سچے دل سے توبہ کر لی۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: الم اقل لکم۔ کیا میں نے تمہیں کہا تھا؟" 13

نظری نماز میں حکمت

فرض نماز ادا کرنے میں جہاں ثواب زیادہ ملتا ہے وہیں اس کے ترک پر گناہ بھی ہوتا ہے، اور اس میں کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہیں رہتا بلکہ کرنا ضروری ہوتا ہے اسی دوسری مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرائض کی تعداد کم رکھی گئی، اس کے بالمقابل سنن اگر موکدہ نہ ہوں یا نوافل ہوں تو ان کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے اگر آدمی کر لیتا ہے تو ثواب مل جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔ شیخ علی احمد الجرجاوی لکھتے ہیں۔

إعلم هدانا الله وإياك إلى الصراط السوي أنه لا شيء في الدنيا أعذب وأحلى لدى العبد من مناجاة مولاة والوقوف بين يديه والقرب منه. ذلك القرب الذي بينا حقيقته في موضع آخر. وإننا الآن نبين لك الحكمة في صلاة النافلة القبلية والبعديّة بحسب ما اهتدى إليه العقل ووقفنا عليه في مظانه والله أعلم وفوق كل ذي علم عليم۔

وہناك حكمة أخرى وهي: إن صلاة الفرض المحتم على الإنسان أداؤه يجب أن يكون القلب فيه كالمرأة التي تطبع فيها صورة المرثبات بصورتها الطبيعية - فصلاة النافلة قبل أداء صلاة الفرض هي بمثابة صقل للقلب حتى يؤدي الفرض والقلب قد زالت عنه بصلاة النافلة أدرا ن وأوساخ الوسوس وكل ما يشغله من أمور الدنيا ويكون منصرفاً بكليته إلى مناجاة مولاه خالي القلب عن كل ما سواه¹⁴ -

ترجمہ و تفہیم: دنیا میں بندے کے لیے اتنی میٹھی اور شیریں اور کوئی چیز نہیں کہ وہ اپنے رب تعالیٰ سے مناجات کرے۔ وہ اس کے سامنے کھڑا ہو اور اس کا قرب حاصل کرے۔ اگر انسان لگاتار ایک ہی کھانا کھاتا رہے تو وہ اس سے اکتا جاتا ہے، خواہ وہ کتنا ہی لذیذ ہو۔ یہ امر انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ اسی لیے شارع حکیم نے فرض نماز سے پہلے اور بعد نفلی نماز سنت قرار دی، تاکہ انسان اس فرض جس کی ادائیگی اس پر لازم ہے سے ان سنتوں کی طرف جائے جو فرض نہیں ہیں، تاکہ وہ فرض کی ادائیگی خوشدلی اور شرح صدر سے کرے اسے کسی اکتاہٹ اور پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اس میں ایک اور حکمت بھی کار فرما ہے۔ وہ یہ ہے: اوہ فرض نماز جسے ادا کرنا انسان کے لیے فرض ہے، اس کے لیے لازم ہے کہ اس میں دل آئینہ کی طرح ہو۔ فرض نماز سے قبل نوافل اور سنتیں یہ دل کو صیقل کرنے کی مانند ہیں، حتیٰ کہ انسان فرض نماز اس طرح ادا کرے کہ نفل نماز کی ادائیگی سے وسوس کی میل کچیل اور دنیا کا ہر امر دور ہو چکا ہو اور انسان کا دل ہر آلائش سے خالی ہو جائے۔

جہاں تک ان نوافل کا تعلق ہے جو فرض نماز کے بعد ادا کیے جاتے ہیں، تو ان میں یہ حکمت ہے: جب انسان کا دل فرض نماز سے قبل سنتیں ادا کرنے سے صیقل زدہ ہو جاتا ہے تو وہ فرض نماز پوری دلجمعی سے ادا کرتا ہے، جسم پر لذت اور نفس کو سکون نصیب ہوتا ہے، اس لذت اور سکون سے مزید لطف اندوز ہونے کے لیے بعد میں نوافل بطور سنت مقرر کیے گئے تاکہ اس شرح قلبی اور عنایات ربانی کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔ بعض اوقات فرض نماز کے ارکان میں نقص اور عیب آجاتا ہے جس کے بارے میں نمازی کو علم نہیں ہوتا، بعد کے نوافل فرض نماز کے اس نقص کو ختم کرتے ہیں۔

باجامعت نماز کی حکمت:

اکیلے نماز پڑھنے میں انفرادیت کا معنی پایا جاتا ہے، یہ اتحاد اور اتفاق کی ضد ہے۔ اس لیے باجماعت نماز کو اکیلے نماز پڑھنے پر فضیلت دی گئی۔ ایک مخفی حکمت یہ ہے کہ باجماعت نماز کی شان یہ ہے کہ مسلمان اکٹھے ہوں۔ خواہ ان کی آپس میں جان پہچان نہ ہو۔ جب مسلمان ایک ہی صف میں ایک ہی امام کے پیچھے کھڑے ہوں گے وہ اس قبلہ کی طرف منہ کریں گے جس میں وحدت اور اتحاد کا مفہوم پایا جاتا ہے تو ان کے مابین اخوت اور محبت پیدا ہوگی۔

نماز جمعہ کی حکمت:

فرض نمازوں کی طرح نماز جمعہ کی بھی بڑی اہمیت ہے اور یہ نماز دوسری فرض نمازوں سے کہیں زیادہ افضل ہے۔ نماز جمعہ ایضاً فرض ہے جس کا ادا کرنا ہر مسلمان پر لازمی اور ضروری ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے۔ علی احمد الجرجاوی حکمہ التشریح و فلسفہ میں لکھتے ہیں:

ولما كان الأسبوع قد استعملته العرب والعجم وأكثر الملل والنحل جعل ميقات المسلمين في يوم الجمعة لفضله على سائر الأيام. وأيضاً كان هذا الوقت مقدراً بأسبوع لئلا يسرع دورانه فتحصل المشقة على جماعة المسلمين. ولو تأخر اجتماعهم عن أسبوع تفوت الحكمة البالغة المترتبة على صلاة الجمعة.¹⁵

شارع حکیم نے نماز جمعہ فرض کی۔ اہل عرب و عجم اور اقوام نے اپنے لیے ایک دن مقرر کر رکھا ہے لیکن مسلمانوں کے لیے جمعہ المبارک کا دن مقرر کیا گیا کیونکہ اسے سارے ایام پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کے دوران ایک ہفتہ کی مدت مقرر کی گئی تاکہ اس کا دورانہ جلد نہ آئے اور مسلمانوں کو مشقت نہ اٹھانا پڑے اور اگر یہ مدت ایک ہفتہ سے بڑھادی جاتی تو وہ بلیغ حکمت ختم ہو جاتی، جو نماز جمعہ پر مرتب ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۗ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ¹⁶

نماز جمعہ کے وقت کام چھوڑنے کے حکم سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مسلمان دیگر ایام میں بھی اسی طرح اپنے کام چھوڑ دیتے ہیں، بلکہ کہ جب مؤذن یہ ندا دیتا ہے کہ "آؤ کامیابی کی طرف" تو مسلمان اسکی اس صدا پر لبیک کہتے ہیں۔ وہ یہ فرض ادا کرتے ہیں، ادا نیگی کے بعد دوبارہ اپنے کام کاج میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ

نے ہمیں دین و دنیا کے امور بجالانے کا حکم دیا ہے، اس میں یہی حکمت بالغہ کا فرما۔ اس سے یہی عیاں ہوتا ہے کہ شارح حکیم نے ہمارے معاملہ میں اس وقت بھی مشکل پیدا نہیں کی، ہمارے دین اور دنیا کے امور کو محکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کی دو رکعتیں فرض کیں کیونکہ اس وقت مریض، علیل اور ضرورت مند لوگ جمع ہوتے ہیں۔ یہ بھی رخصت عنایت فرمائی کہ جو کسی عذر کی وجہ سے جمعہ کی نماز کو نہ پاسکے وہ ظہر ادا کر لے۔

نماز عیدین میں حکمت

شریعت اسلامیہ میں دین اور دنیا کی ان مصلحتوں کا تذکرہ ہے جو کسی دوسری شریعت میں نہیں پائی جاتی، خواہ وہ شریعت آسمانی ہو یا انسان کے وضع کردہ قوانین ہوں، اسلام اپنے علاوہ ہر شرع اور دین کی تکمیل کے لئے آیا ہے۔ عید الفطر پڑھنے سے پہلے مسلمان فطرانہ ادا کرتے ہیں یہ مسلمانوں کی الفت باہمی کا بہت بڑا سبب ہے ثروت مند شخص غریب کو اس رزق سے عطا کر رہا ہوتا ہے جو رب کریم نے اسے عنایت کیا ہوتا ہے۔ عیدین کی نمازیں مشروع کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اس روز مسلمانوں کے دشمن کے لیے ان کی قوت کا اظہار ہو جائے۔ اسی لیے مسلمانوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ ایک دروازے سے داخل ہوں اور دوسرے سے نکلیں تاکہ ان کی قوت دشمن کی نگاہ میں زیادہ نظر آئے۔¹⁷

نماز قصر کی حکمت

شارع نے سفر میں ہمارے نماز قصر مشروع فرمائی، اس میں مسلمانوں کی مصلحت کی حکمت کا فرما ہے کیونکہ جب انسان سفر پر عازم ہوتا ہے تو اسے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ واضح کر دی کہ سفر میں قصر کرنا واجب ہے¹⁸

مریض کی نماز کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمہ وقت اور ہمہ حالات میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ حالت ایسی ہو جس میں انسان کا دل مضطرب ہو، اسے اچانک کسی طاقت و دشمن کا سامنا ہو یا مریض کی مانند کمزور و ناتواں ہو۔ نماز ہمیشہ بندے کو اپنے مولا کے قریب کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے مریض کو بھی نماز کی ادائیگی کا مکلف بنایا اس سے ساقط نہ کی کیونکہ اس کا فائدہ مریض کو ہی ہوتا ہے اس کے لیے قرب اور وصال کا رستہ آسان کر دیا، اس ذات نے اسے حکم دیا ہے کہ اگر اس کے لیے قیام ممکن ہو تو وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ لے، ورنہ بیٹھ کر یہ فرض ادا کر لے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو اشارے سے ادا کرے، اگر وہ بولنے پر قادر نہ ہو تو ہونٹ ہلا دینا ہی کافی ہو جائے گا۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب مریض کی موت قریب آچکی ہو اور وہ اپنی آخری نماز ادا کر لے تو رب تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا، اس طرح وہ اپنے رب تعالیٰ سے پاک و صاف حالت میں ملاقات کرے گا۔ اسے مغفرت کا مزہ دینا جائے گا، مریض کی نماز میں یہی حکمت بالغہ مخفی ہے۔

نماز استسقاء کی حکمت:

ایک صاحب ایمان کا یہ یقین ہونا چاہیے کہ کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی ہر چیز اللہ رب العالمین کی ملکیت ہے، وہ اس کا مالک بھی ہے اور متصرف بھی یعنی وہی اس کا کنٹرول اور انتظام بھی سنبھالے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے انسان کو نوازا ہے اور روئے زمین کی ہر چیز انسان کے لیے پیدا کی ہے۔ اس لیے اپنی ضرورت کے لیے ہمیں اللہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر ضرورت پوری کرنے کے لیے اپنی طرف ہاتھ پھیلانے کی تعلیم دی ہے۔ بارشیں طلب کرنے کے خصوصی طریقہ کی بھی تعلیم دی ہے اور وہ اسباب بھی بتائے ہیں جن سے بارشیں روک دی جاتی ہیں اور پیداوار کم کر دی جاتی ہے۔ پانی کی کمی اور بارشوں کا رک جانا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پکڑ کی ایک صورت ہوتی ہے۔ اسی صورت حال میں فوراً انسانوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد میں پائی جانے کو تباہیوں کو دور کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اللہ کو راضی کرنا چاہیے۔ جب تھپڑ پڑ رہا ہو، کھیت خشک ہو رہے ہوں، حیوانات، چرند و پرند مر رہے ہوں، نہریں خشک ہو رہی ہوں، فصلیں سوکھ رہی ہوں، پھلوں اور سبزیوں کا فقدان ہو رہا ہو تو ایسے درپیش حالات میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے ابر رحمت مانگنے کے لیے نماز استسقاء کا درس دیا ہے استسقاء کے لغوی معنی پانی مانگنے کے ہیں لیکن عموماً اس کا استعمال اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرنے کے لیے ہوتا ہے نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو نماز استسقاء پڑھنے کا طریقہ اور دعائیں سکھائیں۔ مصنف حکمہ التشریح و فلسفہ علی احمد الجرجاوی اس بارے میں لکھتے ہیں:

إن الإنسان إذا نزلت به الكوارث وأحدثت به المصائب فبعضها قد يمكن أن تكون عنده معدات لأزالتها وبيعضها لا يمكن إزالتها بأية وسيلة من الوسائل ولو استعان بالإنس والجن وكل ذي قوة وحول وطول وسلطان. او من هذه المصائب والكوارث الجذب المسبب عن انقطاع الغيث الذي هو حياة كل ذي روح في الوجود. وبه تخرج الأرض لنا الغذاء المتنوع الأنواع المختلف الثمرات - هذا خلاف المنافع الأخرى العديدة في مصالحنا الكثيرة

وضرویات المعاش» فإذا كان الماء أجل نعمة من الباري جل شأنه كانت المصيبة بفقده من أكبر المصائب التي تتضاءل أمامها كل القوى ما عدا قوة الله تعالى القادر على كل شيء وإذا كان الإنسان واقعاً في مصيبة ووجد من يقدر على إنقاذه منها فلا شك أن خضوعه له وتذللته أمامه يكون النهاية القصوى - ولو طلب منه أجراً لأعطاه ما لديه من المال- فكيف يكون تذللته لله سبحانه وتعالى في هذه الحالة مع أنه سبحانه لا يريد منه أجراً-

من أجل ذلك جعل الشارع الحكيم صلاة الاستسقاء طلباً للرحمة والإغاثة بإنزال الغيث الذي هو حياة النفوس فيخرج الناس إلى مكان متسع خارج البلد عادة ويصلون منفردين ضارعين إليه ليغيثهم بالماء- ويستحب أن تخرج الأطفال والشيوخ والدواب ليكون ذلك أظهر في الخضوع وفي تعجيل الرحمة-¹⁹

مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ جب انسان پر حوادث نازل ہوتے ہیں، مصائب اس کا گھیراؤ کر لیتے ہیں، ممکن ہے بعض مصائب کو تو وہ خود سے روک سکے، مگر بعض مصائب ایسے ہوتے ہیں جو کسی طرح بھی دور نہیں ہو سکتے۔ ان حوادث اور مصائب میں سے ایک وہ قحط سالی بھی ہے جو بارش کے رک جانے سے طاری ہوتی ہے۔ پانی کائنات میں ہر ذی روح کی زندگی کا سبب ہے۔ ہماری دیگر ان گنت فوائد اور معاشی ضروریات کے برعکس پانی کا مقام جداگانہ ہے۔ جب پانی رب تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے تو پھر اس کا نہ ملنا بھی عظیم مصائب میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر قوی اس کے سامنے کمزور پڑ جاتا ہے، کیونکہ وہ ذات تو ہر چیز پر قادر ہے، جب انسان کسی مصیبت میں گھرا ہو اور اسے وہ ذات بھی مل جائے جو اسے اس مشکل سے نکال سکتی ہو تو بلاشبہ اس کے سامنے خشوع و خضوع کرنا اس کا سب سے عظیم مقصد بن جائے گا۔ اسی لئے شارع حکیم نے نماز استسقاء مشروع فرمائی تاکہ انسان اسکی رحمت طلب کرے اور اس بارش کے نازل کرنے کی التجا کرے، جو نفوس کی زندگی ہے، لوگ شہر سے باہر وسیع اور کشادہ جگہ کی طرف نکلتے ہیں وہ آہ وزاری کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں تاکہ رب تعالیٰ ابر کرم فرمادے، مستحب یہ ہے کہ بچے، بوڑھے اور چوپائے سارے باہر نکلیں تاکہ خشوع و خضوع میں اضافہ ہو سکے اور رحمت الہیہ جلد دستگیری فرمائے۔

نماز استسقاء قرآن مجید سے بھی ثابت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا²⁰

استغفار سے مراد نماز ہے یہ لگاتار تین روز تک ادا کی جاتی ہے، یہ دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔

حیض کے وقت عورت سے نماز ساقط ہو جانے میں حکمت:

ان ایام میں عورت سے نماز ساقط کرنے میں دو حکمتیں ہیں۔

۱۔ ان ایام میں اس کے لیے طہارت حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔

۲۔ عورت پر شفقت کرتے ہوئے۔ اگر عورت ان ایام کے بعد نماز کی قضا کرتی تو اسے بہت سی نمازیں قضا کرنا

پڑتیں۔ ان میں اس کا بہت سا وقت لگ جاتا اور دیگر مصلحتیں معطل ہو جاتیں۔

یہاں یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ اگر حقیقت یہی ہے تو پھر اس عورت سے روزے کیوں نہیں ساقط کیے جاتے

، اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ رمضان المبارک پورے سال میں ایک ماہ ہوتا ہے، عورت کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے

کہ وہ ان روزوں کو قضا کر لے جو ان ایام میں رہ جاتے ہیں، ایک اور حکمت بھی کار فرما ہے، وہ یہ کہ وہ عورت روزہ

کے عظیم فوائد سے محروم نہ ہو جائے یہ حکمت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اسلام آسان دین ہے۔²¹

نماز تراویح کی حکمت:

روزہ دار سارا دن غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور دیگر مفطرات سے رکا رہتا ہے۔ جب روزہ کھولنے کا وقت

آتا ہے، تو وہ کھانا کھاتا ہے جس سے اسے روک دیا گیا تھا، جب وہ کھانا کھا لیتا ہے تو اس کے جسم میں کمزوری اور

نا توانی آ جاتی ہے۔ اکثر روزہ داروں میں یہ معاملہ دیکھا جاسکتا ہے۔ وہ نماز عشاء تک اسی حالت پر رہتا ہے۔ اس

کے بعد وہ نماز تراویح پڑھتا ہے، وہ اس میں رکوع، سجود، قیام، اور قعود کرتا ہے۔ جب وہ اس نماز سے فارغ ہوتا

ہے تو اس کی ساری سستی اور کمزوری ختم ہو گئی ہوتی ہے۔ اسی لیے شارع حکیم نے نماز تراویح کو سنت قرار دیا۔

نماز جنازہ کی حکمت:

جب انسان مر جاتا ہے، اسکی روح رب تعالیٰ کی طرف چلی جاتی ہے زندگی میں اس نے جو اچھایا برا عمل کیا ہوتا ہے

اس کا حساب ہونے لگتا ہے، انسان پر گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے، صرف پاکیزہ اعمال ہی اس کی سفارش کرتے

ہیں، اوقات ختم ہو جاتے ہیں، سوائے اس کے کہ رب تعالیٰ کی رحمت و سنگبیری فرمائے۔ مسلمان کھڑے ہوتے

ہیں، مردے کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ کسی کے لیے بھی

پسند نہیں کرتے کہ اسے کسی قسم کی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ان کے مومن بھائی کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کرے۔ اسی لیے غیر مسلم کی نماز جنازہ جائز نہیں۔

حکمہ التشریح و فلسفہ میں روزہ کے احکام اور ان کی حکمتیں

اسلام کے بنیادی احکام روزہ کے متعلق ہے۔ روزہ کا تعلق بدنی و روحانی عبادت کے ساتھ ہے۔ اس میں حکمہ التشریح و فلسفہ میں مصنف نے ان احکام کے متعلق جو حکمتیں بیان کی ہیں ان کا جائزہ لیا گیا ہے۔

اسلام کا فلسفہ صوم:

روزے کی فریضیت کا ذکر قرآن کریم میں اکثر مقامات پر آیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" ²²
 "جس طرح تم سے پہلے انبیاء پر فرض کیے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو۔"

سورۃ البقرہ میں ہی ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

"كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتُمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ" ²³

"نیز راتوں کو کھاؤ، پیو، یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدی صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے تب سب کام چھوڑ کر رات تک روزہ پورا کرو۔"

روزہ کی حکمت:

روزہ ان ارکانِ نمسہ میں سے ایک ہے جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے صوم کا ایک لغوی معنی ہے اور ایک شرعی ہے۔ لغوی معنی ہے کسی چیز سے رک جانا خواہ وہ کوئی بھی چیز ہو اس لئے مطلق کلام نہ کرنے والے کیلئے عربی میں کہا جاتا ہے "هو الصامت صائماً"۔ اس بارے میں شیخ علی احمد الجرجاوی لکھتے ہیں:

"والصوم الشرعي : هو الإمساك عن الأكل والشرب والجماع نهاراً مع النية. وحكمة مشروعيته لا تقل في العظم والفضل عن حكمة مشروعية باقي الأركان وإنما وإن كنا نشرح الحكمة في مشروعية هذه الأركان فإن ذلك بقدر ما وقفنا عليه في مظانه. وما وصل إليه الفكر واهتدى إليه العقل. وإلا فإن الحكمة بمعناها الحقيقي وأقصى ما يكتب في وصفها تتضاءل دونها أقلام البلغاء وأفكار العلماء والحكماء والفلاسفة في كل زمان ومكان. وعلى

هذا نقول والله سبحانه وتعالى هو المستعان فرض الصوم في شهر شعبان المعظم من السنة الثانية من الهجرة والحكمة في مشروعيتها من جملة وجوه²⁴

"شرعی اعتبار سے روزہ سے مراد دن کے وقت نیت کرتے ہوئے کھانے پینے اور وظیفہ زوجیت سے رک جانا۔ روزہ کی حکمت اسلام کے دیگر ارکان کی حکمتوں سے کمتر نہیں۔ اگر ہم ان ارکان کی حکمتوں کی تشریح کریں بھی تو وہ ہمارے اپنے اذہان کے مطابق ہوگی وہ صرف اتنی ہی ہوگی جس قدر ہمارے طائر فکر کی حد ہوگئی جہاں تک ہماری عقل ہماری رہنمائی کرے گی لیکن اس کی حقیقی حکمت اس سے کہیں بالاتر ہے جو کچھ کتابوں میں رقم کیا گیا ہے۔ حکما، علماء اور فلاسفہ کے افکار وہ حکمت بیان کرنے سے قاصر ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے روزہ کی حکمتوں کے بارے چند باتیں تحریر کرتے ہیں۔"

روزہ دو ہجری شعبان المعظم میں فرض ہوا اسے فرض کرنے کی حکمتیں درج ذیل ہیں۔

1۔ تاکہ بندہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کر سکے کیونکہ یہ بھی ایک عبادت ہے۔ عبادت بندے کی طرف سے اپنے منعم حقیقی کا اس کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنا ہے وہ نعمتیں ان گنت ہیں ارشاد بانی ہے:

وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا²⁵

اگر تم گننا چاہو اللہ کی نعمتوں کو تو تم ان کو شمار نہیں کر سکتے

2۔ روزہ سے شارع حکیم نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہم امانت کی ادائیگی کی حفاظت کیسے کریں نہ اسے ضائع کریں نہ تفریط سے کام لیں کیونکہ روزہ سے مراد دن کے وقت کھانے پینے اور مباشرت سے رک جانا ہے یہ اس امانت کی طرح ہے جسے رب تعالیٰ نے تمہارے ذمہ لگایا ہے۔ یہ امانت اپنی ادائیگی میں شدید مشقت، جدوجہد اور تھکاؤ کا تقاضہ کرتی ہے، جب انسان تنہا کسی علیحدہ جگہ ہو اسے شدید پیاس اور بھوک لگی ہو۔ اس حالت میں اس کے لیے کھانا پینا ممکن ہوتا ہے اسے کوئی دیکھ نہیں رہا ہوتا۔ نفس امارہ اس حالت میں اسے کھانے اور پینے کا حکم دے رہا ہو کہ کھاؤ پیو یہاں تم پر کوئی نگران نہیں۔ اگر اس نے اپنے نفس امارہ کی اطاعت کر لی تو اس نے امانت میں خیانت کر دی اور وہ عذاب کا مستحق ہو گیا۔

3۔ حیوان کا مقصد کھانا اور پینا ہوتا ہے حیوانات کھانے پینے اور جنسی تسکین پورا کرنے کے کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ جب انسان اپنے حیوانی نفس کو ان لذتوں سے روک لیتا ہے جو حیوانات کی خصوصیت ہیں تو اس کا نفس پاک ہو

جاتا ہے۔ اس کی روح حیوانات کی صفت سے پاک ہو کر ملائکہ کے قریب تر ہو جاتی ہے اس حالت میں وہ دیگر عبادات اخلاص کے ساتھ ادا کرتا ہے اس کا نفس ہر قسم کے شکوک و شبہات سے پاک ہو جاتا ہے تم ساری ملتوں اور اقوام کی عبادتوں، ہزاروں اہل زہد و فلاسفہ اور حکماء کو دیکھو گے کہ جب وہ کوئی کتاب تالیف کرنا چاہتے ہیں یا عبادت کرنا چاہتے ہیں وہ زیادہ کھانے سے رک جاتے ہیں تاکہ وہ اپنا مقصد مدعا پورا کر سکیں۔

4- اطباء بھی یہی مشورہ دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ انسان کو چاہیے کہ نہ تو لالچ کرتے ہوئے کھائے اور نہ ہی زیادہ کھائے کیونکہ اس سے معدہ کو مہلک مرض لاحق ہو جاتی ہے جیسا کہ روایت ہے۔ معدہ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز دو اکی بنیاد ہے۔ ہر جسم کو وہی دو جس کا تم نے اسے عادی بنا رکھا ہے۔ ایک حکیم نے کہا کہ جس نے زیادہ کھانا کھایا اس نے زیادہ پانی پیا جس نے اس طرح کیا وہ زیادہ سویا جو زیادہ سویا اس کی عمر ضائع ہو گئی ایک فاضل اجل نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث میں بیماریوں کا گھر ہے موضوع ہے یہ اہل عرب میں سے ایک طبیب کا قول ہے لیکن حافظ ابن قیم امام عبداللہ بن النسفی نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

"وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ۗ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ" ²⁶

"اور کھاؤ اور پیو ابے شک اللہ پسند نہیں کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو"

کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک نصرانی نے کہا ہاں تمہارے رسول ﷺ سے طب کے بارے میں کوئی چیز روایت نہیں۔ انہوں نے کہا ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختصر سے الفاظ میں طب کو جمع کر کے رکھ دیا ہے وہ آپ کا یہ فرمان حق ترجمان ہے معدہ بیماری کا گھر ہے پرہیز دو اکی بنیاد ہے ہر جسم کو وہی کچھ عطا کرو جس کا تم نے اسے عادی بنا رکھا ہے۔ اس نصرانی نے کہا تمہاری کتاب زندہ اور تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جلیسنوس کے لیے طب چھوڑی ہی نہیں ہے ہم نے یہ واقعہ حقیقت آشکارا کرنے کے لئے تحریر کر دیا ہے۔

5- روزہ اس شہوت کو بھی کمزور کر دیتا ہے جس میں انسان اور حیوان برابر ہوتے ہیں یہ اس شہوت کو کمزور کرتا ہے جسے انسان بڑی مشکل سے روک سکتا ہے مثلاً اگر انسان غریب ہو وہ شادی کرنے پر قادر نہ ہو اسے اپنے بارے اندیشہ ہو ہو کہ وہ بدکاری کا ارتکاب نہ کر بیٹھے وہ روزہ رکھ لیتا ہے تاکہ اس کی شہوت کمزور ہو جائے اسے شادی کے اخراجات کی تکلیف بھی نہیں اٹھانا پڑتی اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے

جو انوں کے گروہ روح تم میں سے جو جو نکاح کرنے کی طاقت و قوت رکھتا ہے وہ شادی کر لے جو یہ طاقت نہیں رکھتا تو وہ روزے رکھے اس سے اس کی شہوت کمزور ہو جائے گی۔

6۔ ایک انسان جب روزہ رکھتا ہے تو وہ بھوک کی تلخی چکھتا ہے تو اس میں ان فقراء و مساکین کے لیے شفقت اور رحمت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جن کے پاس اس کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں ہوتا۔ روایت ہے کہ کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام صرف اس وقت کھاتے تھے جب ان پر بھوک انتہائی شدت اختیار کر جاتی تھی تاکہ انہیں محتاج فقیر اور ضرور تمند غریب یاد رہے۔

7۔ روزہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے مقرب ملائکہ کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اگر تم روزہ دار ہو تو تم سارا دن اپنے نفس کے ساتھ مشغول نہیں رہتے بلکہ تمہارا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتا ہے کبھی ذکر کبھی تسبیح کبھی تقدیس کبھی نماز کبھی قرآن پڑھتے نظر آتے ہو کہ، بھی آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور کبھی بندوں کے فوائد میں غور و فکر کرتے نظر آتے ہو، ہر حال میں روزہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے۔

ایک روزہ کا ظاہر ہوتا ہے اور ایک اس کی روح ہوتی ہے تم اس کی روح اور اس کے راز کے ساتھ کامیاب ہو جاؤ اور نہ کہ ظاہر اور وجود کے ساتھ جس قدر تم اپنی خواہشات سے دور رہو گے بچوں اور احمقوں کی مانند اپنے نفس میں مشغول رہنے سے جتنا دور رہو گے تم اس قدر ملائکہ کے قریب ہوتے جاؤ گے تم جس قدر خواہشات کے غلام بننے جاؤ گے جس قدر مادی زندگی میں غوطہ زن رہو گے اسی قدر تمہارے اور شیاطین کے مابین مناسبت بڑھتی چلی جائے گی۔

اسلام میں فرض روزے کی تین اقسام ہیں جن میں رمضان کے تمام روزے، کفارہ کے روزے اور نذرمانے ہوئے روزے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ نفل روزے بھی ہیں جن میں شوال کے چھ روزے، ذی الحجہ کے ابتدائی دنوں کے روزے جو تقریباً نو ہیں محرم خصوصاً اس کی دس تاریخ کے روزے اور شعبان کے اکثر دنوں کے روزے حرمت والے مہینوں کے روزے، پیر اور جمعرات کا روزہ اور ایام بیض یعنی ہر ماہ میں تین دن کے روزے۔²⁷

روزے کی حکمت و فلسفہ کے متعلق پروفیسر خورشید احمد بیان کرتے ہیں:

تیس دن کی مسلسل مشق کا مقصد یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ ہمارا نفس ہم پر غلبہ کرے ہم اپنے خادم پر پورا اقتدار حاصل کر لیں۔ جس خواہش کو چاہیں روک دیں اور اپنی جس قوت سے چاہیں کام لے سکیں۔ اس لیے کہ وہ شخص جسے اپنی خواہشات کا مقابلہ کرنے کی کبھی عادت نہ رہی ہو اور جو نفس کے ہر مطالبے پر بے چوں چرا سر جھکانے کا خوگر رہا ہو دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کر سکتا۔²⁸

روزہ تزکیہ نفس اور روحانی بالیدگی کا بہترین ذریعہ ہے۔ امام ابن القیم اس سلسلے میں بیان کرتے ہیں روزے سے مقصود شہوات سے حس نفس اور مالوفات سے انقطاع اور قوائے شہوانیہ کی تعدیل ہے تاکہ انسانی سعادت اور پورے انعامات حاصل ہو سکیں۔ اور اسے شرف قبول حاصل ہو جو دراصل ذریعہ ہے تزکیہ نفس کا اور اسی میں حیات ابدی مضمحل ہے یہ وہ کیفیت ہے جس میں انسان دوسرے کی بھوک پیاس اور کلفت پورے طور پر محسوس کر سکتا ہے۔²⁹

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ روزے کی حکمت بیان کرتے ہیں:

روزہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اس سے ملکی قوت بڑھتی ہے اور بہیمی طاقت کمزور ہوتی ہے۔ روح کا چہرہ روشن کرنے کے لیے کوئی قلعی اس سے زیادہ مؤثر نہیں اور طبیعت کے مغلوب کرنے کی کوئی دوا اس سے زیادہ مفید نہیں۔³⁰

مولانا محمد ادریس کاندھلوی بیان کرتے ہیں:

نفس کو مارنے اور روح کو زندہ کرنے کا بہترین طریقہ صبر ہے اور صبر حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چند روز روزے رکھو قوت شہویہ اور قوت غضبیہ جو تمام معاصی کا منبع ہے اس کو کچلنے کے لیے روزہ تریاق اور کسیر کا حکم رکھتا ہے۔³¹

روزہ حصول تقویٰ کا ضامن ہے اس سلسلے میں مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

تقویٰ کو حاصل کرنے میں روزہ کو بڑا دخل ہے کیونکہ روزے سے اپنی خواہشات کو قابو رکھنے کا ایک ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ وہی تقویٰ کی بنیاد ہے۔³²

اسی لیے قرآن کریم نے روزے کی حقیقت کو تقویٰ سے واضح کیا ہے کیونکہ یہ ایک مخفی اور خاموش عبادت ہے جو ریا اور نمائش سے بری ہے اور یہی چیز تمام عبادات کی جڑ اور اخلاق کی بنیاد ہے۔

عبدالحماد بدایونی بیان کرتے ہیں کہ روزہ انسان کے اندر یہ احساس پیدا کرتا ہے کہ جس طرح خواہشات نفسانی کو ترک کیا ہے۔

اسی طرح محرمات و ممنوعات سے ہمیشہ محترز رہنا چاہیے۔³³

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب "احکام اسلام عقل کی نظر میں" انسان کے لیے روزہ مقرر ہونے کے وجوہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ اسکی عقل کو اس کے نفس پر غلبہ اور تسلط دائمی حاصل رہے مگر باعث بشریت بسا اوقات اسکا نفس اسکی عقل پر غالب آجاتا ہے لہذا تہذیب و تزکیہ نفس کے لیے اسلام نے روزہ کو اصول میں سے ٹھہرایا ہے۔

روزہ سے انسان کی عقل کو نفس پر پورا پورا تسلط اور غلبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ روزہ سے خشیت اور تقویٰ کی صفت انسان میں پیدا ہوتی ہے۔ روزہ سے چشم بصیرت کھلتی ہے۔ ملائکہ الہی سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا موقع ملتا ہے۔ روزہ انسان کے لیے ایک روحانی غذا ہے۔ ماہ رمضان میں روزہ رکھنے کی وجہ خدا تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ³⁴

یعنی ماہ رمضان وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا

لہذا یہ مہینہ برکات الہیہ کے نزول کا موجب ہے، اس لیے اس میں روزہ رکھنے سے اصل غرض حاصل ہوتی ہے۔ روزے کا مقصد جہاں حصول تقویٰ و تزکیہ نفس ہے وہاں روزہ اسلامی معاشرے میں اخوت و مساوات اور جذبہ امداد باہمی کے فروغ کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔ صدر الدین اصلاحی بیان کرتے ہیں:

روزہ اسلامی معاشرے میں ہمدردی اور مساوات کی ایک لہر دوڑا دیتا ہے۔ وہ مالداروں کو مسلسل ایک ماہ تک ناداری کے عملی تجربے کرتا ہے۔ اس کے اندر یہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ فاقہ اور بھوک کسے کہتے ہیں اور بندگان خدا کے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی جو اس کے شکار ہوا کرتے ہیں۔ اور یہی احساس قدرتی طور پر ان کے اندر یہ عزم پیدا کرتا ہے کہ اپنے غریب اور نادار بھائیوں کو ان کے اپنے حال پر نہ چھوڑا جائے اس طرح ان میں انسانی ہمدردی

اور انفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ فزوں تر ہوتا جاتا ہے۔³⁵

الغرض یہودیت اور اسلام میں روزے کے بے شمار مقاصد اور حکمتیں پنہاں ہیں اور دونوں شرائع میں روزے کا فلسفہ یکساں ہی ہے جن میں حصول تقویٰ، تزکیہ نفس، روحانی بالیدگی، گناہوں کا کفارہ اور رضائے الہی کا حصول شامل ہیں۔

ارشاد الہی ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" ³⁶
 "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے کہ تم پر ہیز گار بن جاؤ۔"

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں روزہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" روزے کا مقصد اعلیٰ اور اس سخت ریاضت کا پھل یہ ہے کہ تم متقی اور پاکباز بن جاؤ روزے کا مقصد یہ نہیں کہ تم تینوں باتوں سے پرہیز کرو بلکہ مقصد یہ ہے کہ تمام اخلاقِ رذیلہ اور اعمالِ بد سے انسان مکمل طور پر دستکش ہو جائے۔ تم پیاس سے تڑپ رہے ہو، تم بھوک سے بیتاب ہو لیکن تم ہاتھ بڑھانا تو کجا، آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے ناکہ تمہارے رب کا یہ حکم ہے۔ مہینہ بھر کی اس مشق کا مقصد یہی ہے کہ تم سال کے باقی گیارہ ماہ بھی اللہ سے ڈرتے ہوئے یونہی گزار دو۔ جو لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں لیکن جھوٹ، غیبت، نظر بازی وغیرہ سے باز نہیں آتے ان کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح الفاظ میں فرمادیا یعنی جس نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا اگر اس نے کھانا پینا ترک کر دیا تو اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدر نہیں۔" ³⁷

نفلی روزہ کی حکمت:

روزہ دو قسم کا ہے۔ ایک فرضی اور دوسرا نفلی، فرضی روزوں میں سرفہرست ماہ رمضان المبارک کے فرض روزے ہیں، ان کے علاوہ نذر کاروزہ، اور تمام کفارات کے روزے بھی فرض ہیں۔ نفلی روزہ وہ ہے جو انسان پر لازم تو نہیں لیکن فضیلت اور قرب الہیہ کا باعث ہے۔ علی احمد الجرجاوی لکھتے ہیں۔

إعلم أن الإنسان إذا أدى ما عليه من الفرائض يجوز أن يقع منه بعض هنات وهفوات لا تبطل الفرض ولكن تجعله غير مستوفٍ للشروط التي يريدها الشارع الحكيم - فتكميلاً للفرض وقياماً بما يريده الشارع وسداً لما عساه أن يقع من الخلل سنّ الشارع صوم أيام التطوع حتى يكون صومه ممحصاً خالصاً من كل شائئة- هذا على وجه العموم- وهناك أمر آخر- يستحب فيه الصوم لحكمة أرادها الشارع الحكيم- فمنها صوم يوم عرفة حتى يكون الصائم مفكراً في هؤلاء القوم الذين يقفون فنّ صعيد واحد يلبون ويطلبون من الله المغفرة والرحمة فيتشوق إلى تلك الأماكن الطاهرة المقدسة- وبذلك يكون مشاركاً للحجاج في ثوابهم والرحمات التي تنزل عليهم - وينال من هذا الثواب العظيم والأجر الجزيل

38

جب انسان فرائض ادا کرتا ہے تو اس سے کچھ ایسی لغزشیں ہو جاتی ہیں جو فرض کو تو باطل نہیں کرتیں مگر وہ اسے اس طرح بنا دیتی ہیں کہ وہ ان شروط کو پورا نہیں کرتا جس شارع حکیم کا ارادہ ہے۔ جن سے فرض کی تکمیل ہوتی ہے۔ فرض میں واقع ہونے والے اس خلل کو روکنے کے لئے نفلی روزے مشروع فرمائے گئے۔ تاکہ ہر انسان کا روزہ ہر شائبہ سے خالص ہو۔ یہ نفلی روزوں کی عمومی حکمت ہے۔ ان میں ایک اور بھی حکمت کار فرما ہے۔ مخصوص دن میں نفلی روزہ میں وہ حکمت ہے جس کا شارع حکیم نے ارادہ فرمایا ہے۔ ان روزوں میں یوم عرفہ کا روزہ ہے تاکہ روزہ دار ان لوگوں کے بارے سوچ و بچار کرے جو ایک میدان میں جمع ہیں۔ لیبک لیبک کا ترانہ ان کے لبوں پر ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے امیدوار ہیں۔ تاکہ روزہ دار کے دل میں بھی ان پاکیزہ مقامات کی زیارت کا شوق پیدا ہو۔ اس طرح وہ ثواب اور رحمت میں حجاج کے ساتھ شریک ہو سکے۔

اس طرح نفلی روزوں میں عاشورہ کا روزہ بھی ہے۔ اس دن اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ کی مدد فرمائی تھی۔ انہوں نے اس مدد پر رب تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور روزہ رکھا۔ جس نے بھی اس شکرانہ میں ان کی مشارکت کی اسے بھی اجر و ثواب ملے گا۔ اسی طرح شوال کے چھ روزے بھی ہیں۔ ان کی فضیلت حدیث پاک میں ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اس نے سارا سال کے روزے رکھے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ رمضان المبارک کے روزے ہر خلل سے پاک ہو جائیں۔ رمضان المبارک اور یہ چھ روزے سال کے روزے اس طرح بنتے ہیں کہ یہ چھتیس روزے بنتے ہیں۔"

اللہ رب العزت ہر نیکی کا اجر دس گنا عطا فرماتا ہے۔ تو یہ تین سو ساٹھ بنتا ہے۔ اور سال میں بھی اتنے ہی دن ہوتے ہیں۔

انبیائے کرام بہت سے نفلی روزے رکھتے تھے۔ حضرت نوحؑ پورا سال روزہ رکھتے تھے۔ حضرت داؤدؑ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اتنے روزے رکھتے تھے کہ سمجھا جاتا کہ آپ روزہ ہی رکھیں گے۔ اور پھر اتنے روزے نہ رکھتے تھے کہ سمجھا جاتا کہ آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ جب انسان نفلی روزے رکھتا ہے تو وہ انبیاء و مرسلین کی اتباع کر رہا ہوتا ہے۔

سفر میں روزہ نہ رکھنے کی حکمت:

مسافر کو بحالتِ سفر روزہ ترک کر دینا مباح ہے، بشرطیکہ سفر اتنا لمبا ہو جس میں قصر واجب ہوتی ہے، اور اگر سفر میں دشواری نہ ہو تو اس کا سفر میں روزہ رکھنا افضل ہے۔ آج کل کے دور میں ریل گاڑی، کار، ہوائی جہاز وغیرہ میں سفر معتدل ہی ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور اسے روزہ رکھنے میں کوئی دشواری بھی پیش نہ آتی ہو تو اس کے لئے بہتر ہے کہ روزہ رکھے۔ مصنف کتاب حکمہ التشریح و فلسفہ لکھتے ہیں۔

إن الشارع الحكيم ما جعل علينا في الدين من حرج شفقة بنا ورحمة بعباده۔ وشرع لنا الدين على أكمل الوجوه التي بها قوام حياته وانتظام شمله۔ ولما كان المسافر يعانى من وعناء السفر ما يعانى ويكابد من المشاق ما يكابد۔ خفف الله عليه أداء الفريضة في الصلاة ولم يكلفه ويأمره بالصوم في السفر۔ إذ حالتا الحضر والسفر متفاوتتان مختلفتان والإنسان يؤدي الفرض في الحضر وهو في راحة تامة وبعد عن المتاعب بخلاف السفر كما لا يخفى۔ ولقد بالغ الشارع الحكيم في التخفيف فعمم ولم يخصص بعض الناس دون بعض حتى أن الإنسان يفطر ولو كان من الأغنياء الذين يسافرون في خدم وحشم وسهولة تناول الطعام لهم متوفر كأنهم في منازلهم وأماكن راحتهم ورفاهيتهم³⁹

شارع حکیم نے دین میں ہم پر کوئی سختی نہیں کی۔ یہ اس کی اپنے بندوں پر رحمت اور شفقت ہے۔ اس نے ان اکمل وجوہ پر دین متین کو مشروع فرمایا، جس پر انسانی زندگی کا انحصار ہے اور اس کے امور کا دار و مدار ہے مسافر سفر میں بہت زیادہ تھکاوٹ اور مشقت برداشت کرتا ہے تو رب تعالیٰ نے نماز کے فرائض میں اس پر تخفیف کر دی لیکن

سفر میں روزہ رکھنے کا حکم دیا کیونکہ سفر اور حضر کی حالتیں ایک دوسرے سے جداگانہ اور مختلف ہیں۔ انسان حضر میں مکمل آرام کے ساتھ فرض سرانجام دے سکتا ہے۔

وہ تھکاوٹ سے دور ہوتا ہے لیکن سفر کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ شارع حکیم نے اس تخفیف میں انتہاء کر دی۔ اس عمومیت پر برقرار رکھا۔ اسے بعض لوگوں کے ساتھ مختص نہ فرمایا۔ حتیٰ کہ اس انسان کو بھی سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ جن کا شمار ان اغنیاء میں ہوتا ہے جو خدام، سہولت اور نوکروں کے ہمراہ سفر کرتے ہیں۔ انہیں اس طرح کھانا دستیاب ہوتا ہے گویا اپنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ وہ گویا کہ آرام و سکون کی جگہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حسن ادب سکھایا اور پسند فرمایا کہ وہ طاقت کے مطابق سفر میں روزہ رکھ لیں، مگر انہوں نے روزہ نہ رکھا تو ان کی گرفت نہ کی بلکہ فرمایا: **وَأَنَّ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ**⁴⁰

اور تمہارا روزہ رکھنا ہی بہتر ہے تمہارے لیے۔

ایک معترض یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ رب تعالیٰ نے مسافروں پر ساری نماز ختم کیوں نہ فرمائی جس طرح کے اس نے مسافروں کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دے دی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ روزہ میں مشقت ہے، لیکن نماز کی کیفیت اس طرح نہیں ہے کیونکہ قیام، رکوع سجود ایسی حرکات ہے جن کا مشقت کے بغیر ادا کرنا ممکن ہے۔ حتیٰ کہ اگر کسی کو پانی دستیاب نہ ہو تو وہ مٹی سے بھی تیمم کر لے لیکن یہ فرض ترک نہ کرے۔ ہم اس پر یہ اضافہ کرتے ہیں کہ اگر شارع حکیم انسان کو سفر میں نماز اور روزہ دونوں کی رخصت دے دیتا ہے تو بندہ ذکر الہی سے دور چلا جاتا ہے۔ وہ رب تعالیٰ سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ سارے فرائض، اطاعات اور پاکیزہ اعمال کا مقصد وحید رب تعالیٰ کا قرب ہی ہے۔ روزہ ایسا فرض ہے جسے سفر میں ادا کرنا مشکل ہے۔ انسان اسے اس وقت تک قضاء کر سکتا ہے جب وہ سفر سے واپس آئے۔ اپنے گھر پہنچ جائے۔ یہ وہ حکمت ہے جو سفر میں روزے دار کے افطار میں مخفی ہے۔ ذرا رب تعالیٰ کی رحمت دیکھو جو وہ اپنے بندوں پر کرتا ہے۔⁴¹

مخصوص ایام میں روزہ کی حرمت میں حکمت:

شارع حکیم نے ہم پر عیدین کے دو دنوں میں روزہ رکھنا حرام قرار دیا ہے کیونکہ ان ہر دو ایام میں مسلمانوں کو فرحت و انبساط کا اظہار کر رہا ہوتا ہے۔ راحت اور ان جائز لذتوں میں سے نفس کو حصہ دے رہا ہوتا ہے، جن سے شارع حکیم نے منع کیا۔ اس طرح وہ فقراء اور مساکین پر سخاوت و فیاضی کرتا ہے۔ اگر انسان ان دو ایام میں روزہ

رکھ لے تو اسے یہ فضیلت نہیں مل سکتی جس کا کم از کم فائدہ یہ ہے کہ انسان جو دو سخا کا عبادی بن جاتا ہے۔ ایام تشریق میں روزہ رکھنا حرام قرار دیا گیا کیونکہ ان ایام میں حجاج مقدس مقامات میں مصروف ہوتے ہیں۔ نیز وہ مسافر بھی ہوتے ہیں آپ نے دیکھا ہے کہ شارع حکیم نے ان ایام میں روزہ کی حرمت کو عام رکھا۔ صرف حاجیوں کو اس کے ساتھ مختص نہیں فرمایا۔ تاکہ عبادت کی ادائیگی ایک ہی طریقے پر ہو سکے۔ ان ایام میں انسان روزہ رکھ کر حاجیوں کو یاد کرتا ہے۔ ان کی طرف شوق رکھتا ہے، وہ تمنا کرتا ہے کہ وہ ان پاکیزہ مقامات پر ان کے ہمراہ ہوتا۔ وہیت اللہ اور روضہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کے اس طرح کامیاب ہوتا جس طرح وہ کامران ہوئے۔ اسی طرح شعبان المکرم کے آخری دن میں بھی روزہ رکھنا حرام قرار دیا گیا۔ تاکہ مسلمان بغیر کسی تھکاؤ اور آکٹا ہٹ کے رمضان المبارک کا استقبال کر سکے مگر یہ کہ انسان تین مہینوں رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھے۔

اس میں ایک اور حکمت بھی کار فرما ہے وہ یہ کہ فرض ان اضافوں اور زوالد سے بچا رہے جو دیگر امتوں نے بنا لیے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فرض اور اس کے نبی اکرم کی سنت پر اضافے کیے تھے ان اضافوں نے ان کے دین کو بگاڑ دیا اس میں نقص پیدا کر دیا۔ نقص یہ ہے کہ دن میں ایسی چیز شامل کر دی جو دین میں سے نہ ہو۔ یا دین سے ایسی چیز نکال دی جائے جو اس کے بنیادی قواعد اصولوں میں سے ہو۔ اس زیادتی یا نقصان سے خیال پیدا ہوتا ہے۔⁴²

روزوں کو رمضان المبارک کے ساتھ مختص کرنے کی حکمت:

اہل عرب چاند کے طلوع ہونے سے ہی ایام شہد کرتے تھے یعنی وہ قمری مہینوں سے حساب شہد کرتے تھے تاکہ انہیں ایام اور سالوں کی تاریخوں کو ضبط کرنے میں سہولت رہے۔ جب شارع حکیم نے روزہ فرض کیا۔ روزے پورے ایک ماہ پر مشتمل تھے تو یہ لازم تھا کہ ان کی ادائیگی قمری مہینوں کے اعتبار سے ہوتی۔ اگر مہینے کی تعیین کا معاملہ امت کے سپرد کیا جاتا تو یہ روزے کے بارے میں امت میں اختلاف کا سبب بنتا ہے۔

ہر ملک وہ مہینہ منتخب کر لیتا جس میں اس کے لیے روزے رکھنا آسان ہوتا۔ اس لیے شارع حکیم نے پسند کیا کہ یہ فرضہ ایک ہی مشہور مہینے میں ادا کیا جائے تاکہ مسلمان باہم متحد و متفق رہیں۔ اگر حقیقت اس طرح ہے تو پھر رمضان المبارک سے افضل کوئی مہینہ نہیں اس میں قرآن پاک نازل ہوا اس میں وہ شب قدر ہے جو کہ ہزار مہینوں سے افضل ہے۔⁴³

اس حوالہ سے پیر محمد کرم شاہ الازہری کچھ اس طرح مفہوم کو بیان کرتے ہیں: ماہ رمضان اس عبادت کے لیے کیوں مخصوص کیا گیا، بتایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا، وہ قرآن کریم جو کسی خاص

قوم یا ملک کے لیے نہیں بلکہ ”هدی للناس“ تمام اولادِ آدم کے لیے ہادی و مرشد ہے، اور اس کی ہدایت کی روشنی اتنی کھلی ہے کہ حق اور باطل بالکل ممتاز ہو جاتے ہیں۔ جس ماہ میں اتنی بڑی نعمت سے سرفراز کیا گیا ہو وہ ماہ اس قابل ہے کہ اس کا ہر لمحہ ہر لحظہ اپنے محسنِ حقیقی کی شکر گزاری میں صرف کر دیا جائے۔ اور اس نعمت کی شکر گزاری کی بہترین صورت یہی ہے کہ دن میں روزہ رکھا جائے۔ رات کو قرآن پڑھا جائے اور سنا جائے تاکہ اس ماہ میں نفس کی ایسی تربیت ہو جائے کہ وہ اس بار امانت کو اچھی طرح اٹھا سکے۔⁴⁴

دن کے وقت روزہ فرض کرنے کی حکمت:

اللہ کے ہاں بندے کے وہ اعمال افضل ہیں، جو بندے پر زیادہ گراں ہوتے ہیں۔ خواہ یہ اعمال اعضاء سے ادا کیے جائیں یا کسی اور سے۔ اس لیے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سب سے افضل عبادت وہ ہوتی ہے جو انسان پر سب سے زیادہ گراں ہوتی ہے"

رات کے وقت انسان کو سکون ملتا ہے وہ اپنے گھر میں ٹھہرا رہتا ہے، اسے راحت و سکون ملتا ہے۔ اس کے اعضاء پر سکون ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رات کے وقت روزہ فرض نہ کیا کیونکہ اس طرح وہ مشقت حاصل نہ ہو سکتی جو شارع حکیم کو مقصود تھی۔ اس مشقت کی وجہ سے ثواب عظیم ملتا ہے اور مولائے کریم کی جانب سے بندے کو ابدی مغفرت کا مژدہ ملتا ہے۔ شارع حکیم نے دن کے وقت روزہ فرض کیا تاکہ اس وقت روزہ جسم اور نفس پر گراں ہو اور اسے عظیم ثواب ملے۔ جب رمضان المبارک موسم گرما میں آتا ہے جس میں گرمی میں اپنے پورے جو بن پر ہوتی ہے تاجر ثواب بھی زیادہ اور عظیم ہوتا ہے۔ ہر حال میں فلکدہ روزے داروں کو ہی ملتا ہے جس طرح کہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے سوائے روزہ کے۔ یہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاؤں گا۔ "بدائع" میں ہے: جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا کہ روزہ فرض کرنے کی حکمت تقویٰ کا حصول اور نعمتوں کی قدر کا ایسا عرفان ہے جو ان کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دے۔ اگر رات کے وقت روزہ فرض کیا جاتا تو یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یہ مقصد صرف ایسے فعل سے حاصل ہوتا ہے جو جسم پر گراں نہ ہو۔ عادت اور خواہش نفس کے مخالف ہو۔ نیند کی حالت میں (کھانے، پینے اور وظیفہ زوجیت سے) رک جانے سے یہ مدعا پورا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے رات کو روزہ فرض نہیں کیا گیا۔⁴⁵

خلاصہ کلام:

اس آرٹیکل میں اسلام کے بنیادی ارکان میں سے طہارت و صلوة اور صوم کے احکام کا بیان ہے۔ صوم اور صلوة اسلام کے ارکان میں سے اہم رکن ہیں۔ مندرجہ بالا بحث میں صلوة کے تمام احکام اور روزہ کا حکم نازل ہونے میں جو حکمت پوشیدہ ہے، اس کا بیان ہے۔ اس کے بعد اسلام کے اہم رکن روزہ کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ جیسی مشقت عبادت کا حکم جس حکمت کے پیش نظر دیا وہ حکمت کیا ہے؟ روزہ رکھنے میں حکمت، نفلی روزہ میں حکمت، سفر میں روزہ نہ رکھنے کے حکم میں حکمت، روزہ دن کے وقت ہی کیوں فرض کیا گیا؟ روزہ کو رمضان مہدک کے ساتھ مختص کرنے کی حکمت وغیرہ جیسے تمام احکام و مسائل اور ان احکام کی حکمتوں کا بیان اس میں موجود ہے۔ مزید اس میں طہارت کے مسائل، وضو کے احکام اور ان احکام کے پس پردہ شارع حکیم کی حکمتوں کو ذکر کیا گیا ہے۔ نماز کی جملہ اقسام مثلاً باجماعت نماز کے حکم میں کیا حکمت ہے؟ نماز جنازہ، نماز عیدین، قصر نماز، نفلی نماز، نماز تراویح، نماز خوف، نماز استسقاء اور مریض کی نماز کے کیا احکام ہیں، اور ان احکام کو نازل کرنے میں شارع حکیم کی کیا حکمت بالغہ پوشیدہ ہے؟

حواشی

¹ الازہری، کرم شاہ، پیر محمد، سنت خیر الانام، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1998ء)، ص: 54

Al-Azhari, Karam Shah, Pir Muhammad, Sunat Khair ul-Anaam, (Lahore: Zia Ul Quran Publications), p. 54

² الزبیدی، مرتضیٰ، تاج العروس، (بیروت، دار الفکر، 2008ء)، ص: 55۔

Al-Zubaidi, Murtza, Taj al-Uroos, (Beirut: Dar al-Fikar, 2008), p. 55

³ الجرجاوی، علی احمد، الشیخ، حکمیہ التشریح و فلسفہ، (بیروت: دار الفکر، 2003ء)، ص: 5

Al-Jarjawi, Ali Ahmad, Al-Shaikh, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, (Beirut: Dar al-Fikar, 2003), p. 5

⁴ ابراہیم 14: 34

Ibrahim 14: 34

⁵ الجرجاوی، حکمیہ التشریح و فلسفہ، ص: 63

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 63

⁶ الجرجاوی، حکمیہ التشریح و فلسفہ، ص: 63

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 63

⁷ العنکبوت 29: 45

Al-Ankaboot 29: 45

⁸ الجرجاوی، حکمیہ التشریح و فلسفہ، ص: 71

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 71

⁹الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 73

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 73

¹⁰الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 83

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 83

¹¹الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 84

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 84

¹²دہلوی، ولی اللہ، شاہ، حمید اللہ البانہ، (لاہور: کتب خانہ شان اسلام، سن)، ج: 1، ص: 113

Dehlwi, Wali Allah, Shah, Hujat ullah al-Baligha, (Lahore: Kutub khana), vol. 1, p. 113

¹³الازہری، کرم شاہ، پیر محمد، تفسیر ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز، 1995ء)، ج: 3، ص: 36

Al-Azhari, Karam Shah, Pir Muhammad, Zia ul Quran, (Lahore: Zia Ul Quran Publications), vol. 3, p. 36

¹⁴الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 85

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 85

¹⁵الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 88

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 88

¹⁶الجمعة 62: 9، 10-

Al-Juma 62: 9, 10

¹⁷الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 91

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 91

¹⁸الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 93

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 93

¹⁹الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 96، 97

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 96, 97

²⁰نوح 71: 10، 11

Nooh 71: 10, 11

²¹الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 98

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 98

²²البقرة 2: 183

Al-Baqrah 2: 183

²³البقرة 2: 187

Al-Baqrah 2: 187

²⁴الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 133

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 133

²⁵ابراہیم 14: 34

Ibrahim 14: 34

²⁶الاعراف 7: 31

Al-A'raf 7: 31

²⁷مصری، سید سابق، مترجم: پروفیسر ڈاکٹر عبدالکبیر محسن، فقہ السنۃ، (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، سن)، ج: 2، ص: 164، 185
Misri, syad sabiq, Translator: Prof. Dr. Abdul Kabir Muhsin, Fiqh al-Suna, (Lahore: Maktba Islamiya), vol. 2, p. 164-185

²⁸احمد، خورشید، اسلامی نظریہ حیات، (اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، 2016ء)، ص: 318
Ahmad, Khurshid, Islami Nazriya Hayat, (Islambad: Institute of Policy Studies, 2016), p. 318

²⁹ابن القیم، زاد المعاد، (کراچی: نفیس اکیڈمی، سن)، ص: 78
Ibn al-Qayam, Zad al-Maad, (Karachi: Nafees Accedmey), p. 78

³⁰دبلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج: 1، ص: 156

Dehlwi, Hujat ullah al-Baligha, vol. 1, p. 156

³¹کاندھلوی، ادريس، معارف القرآن، (کراچی: مکتبہ لدھیانوی، سن)، ج: 1، ص: 277-
Kandhalwi, idrees, Maaraf al-Quran, (Karachi: Maktba Ludhyanwi), vol. 1, p. 277

³²عثمانی، شفیع، محمد، مفتی، معارف القرآن، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2008ء)، ج: 1، ص: 443-
Usmani, Shafi, Muhmmad, Mufti, Maaraf al-Quran, (Karachi: Maktba Maaraf al-Quran, 2008), vol. 1, p. 443

³³بدایونی، عبدالحامد، فلسفہ عبادات اسلامی، (لاہور: ادارہ پاکستان شناسی، 2010ء)، ص: 49-
Badayuni, Abdul Hamid, Falsfa Ibaadat Islami, Lahore: Idara Pakistan Shanasi, 2010), p. 49

³⁴تھانوی، اشرف علی، احکام اسلام عقل کی نظر میں، (کراچی: مکتبہ عمر فاروق، 2009ء)، ص: 104، 105-
Thanwi, Asharaf Ali, Ahkam Islam Aqal ki Nazar mai, (Karachi: Maktba Umar Farooq, 2009), p. 104, 105

³⁵اصلاحی، صدر الدین، اسلام ایک نظر میں، (لاہور: اسلامی پبلیکیشنز، 2014ء)، ص: 146
Islahi, Sadar al-Din, Islam aik Nazar min, (Lahore: Islami Publications, 2014), 146

³⁶البقرۃ 2: 183

Al-Baqrah 2: 183

³⁷الانزہری، ضیاء القرآن، ج: 1، ص: 123

Al-Azhri, Zia ul Quran, vol. 1, p. 123

³⁸الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 147، 148

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 147, 148

³⁹الجرجاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 148

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 148

⁴⁰البقرۃ: 2: 184

Al-Baqarh 2: 184

⁴¹الجر جاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 148

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 148

⁴²الجر جاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 149

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 149

⁴³الجر جاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 150

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 150

⁴⁴الازہری، ضیاء القرآن، ج: 1، ص 125

Al-Azhri, Zia ul Quran, vol. 1, p. 125

⁴⁵الجر جاوی، حکمہ التشریح و فلسفہ، ص: 151

Al-Jarjawi, Hikmat al-Tashrih wa Falsfathu, p. 151